

مولانا ابو حمزہ حذیفہ دستاویزی اٹریا

موجودہ اور آئندہ نسلوں کو الحاد و بے دینی سے کیسے بچایا جائے؟

اللہ رب العزت نے سورۃ یوسف میں ارشاد فرمایا:

قَالَ تَذَرُنَا يُوسُفَ عَلٰی اَصْلُوهِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ كَاوَقْعَةٍ جَسَ كُو قُرْآنَ نَعْنِ خُوَا حَسَنَ اَلْقَصَصِ كَمَا وَ مَفْرَسِ نَ كَا اِسَ پَر

حضرت یوسف علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ جس کو قرآن نے خود احسن القصص کہا اور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن نے ایک ہی جگہ پر ترتیب کے ساتھ اگر کسی واقعہ کو ذکر کیا تو وہی ہے ورنہ دیگر واقعات کو مختلف مقامات پر حسب ضرورت و سیاق و سباق ذکر کیا اور قرآن کا یہ دستور اور طریقہ رہا کہ وہ قصص واقعات کو تمام جزئیات کے ساتھ بیان نہیں کرتا بلکہ واقعات کے ان پہلوؤں کو بیان کرتا ہے، جس میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی عبرت یا سبق ہو۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے واقعہ کو لیجئے باوجود ترتیب ملحوظ رکھنے کے بہت سی جزئیات اور پہلوؤں کے ذکر کی قرآن نے ضرورت محسوس نہیں کی، لہذا معلوم ہوا کہ جو کچھ بیان کیا گیا، وہ امت کیلئے از حد ضروری اور مفید ہے۔ اب اسی کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تاویل کے بعد تدبیر کو بیان کرنا یہ کہہ کر ”فَذَرُوهُ فِي سَبِيلِهِ“ اس میں یہ درس اور نصیحت پوشیدہ ہے کہ عالم اور فقیہ چوں کہ وارث انبیاء ہیں، لہذا وہ صرف پیش آمدہ مسئلہ کا جواب ہی فراہم کر دیں اور یہ سمجھیں کہ میری ذمہ داری پوری ہو گئی صحیح نہیں، بل کہ مسئلہ کو بیان کرنے کے بعد اگر وہ حرام ہے تو تدبیر بھی بیان کریں کہ اس کا صحیح حل اصول فقہ و شریعت کی روشنی میں یہ ہے، تاکہ امت کو محرمات سے بچایا جاسکے، جب یوسف علیہ السلام ظاہری ہلاکت سے جس کو ہلاکت جسدی یا جسمی کہا جاوے بچانے کی تدبیر بیان کر رہے ہیں تو باطنی یعنی فکری و اعتقادی ہلاکت سے بچانا بدرجہ اولیٰ واجب اور ضروری ہو جاتا ہے، الحمد للہ ہمارے علما نے اس ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا اور نبھا رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک نبھاتے رہیں گے۔

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے، نہایت ہی آسان اور سہل ہے، نہایت ہی صحیح و درست ہے، نہایت ہی جامع و شریعت

محمد یہ میں ضرور بالضرور مل جائے گا چاہے اس مسئلہ کا تعلق سیاست سے ہو معیشت سے ہو یا معاشرت سے یا زندگی کے کسی اور شعبہ سے ہو الحمد للہ چودہ سو سالہ تاریخ اس پر گواہ ہے احوال زمانہ کتنی ہی کروٹ کیوں نہ بدلیں دنیا کتنی ہی سپر فاسٹ کیوں نہ ہو جائے انسان سیارہ ارض سے نکل کر کسی اور سیارہ پر بھی کیوں نہ پہنچ جائے مگر اسلام اور شریعت محمدیہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اس میں ہر زمانہ میں پنپنے کی طاقت ہے انقلاب دہر سے اس میں کسی طرح کی غلط تحریف اور ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں اور تا قیامت اس کی یہی کیفیت اور صورت حال رہے گی انشاء اللہ۔

امت محمدیہ صنعتی انقلاب کے بعد جن بہت سارے حالات سے دوچار ہوئی ان میں سے ایک سیکولر تعلیم یا انگریزی تعلیم بھی ہے۔ انگریز جس کو قرآن نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے تعبیر کیا ہے اسلام کا عہد مبتین ہے، آغاز اسلام ہی سے وہ اسلام کے استحصال کی انتھک کوششوں میں مصروف ہے اولاً تو اس نے صاحب شریعت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، حبیب کبریاء، سید الانبیاء، امام الاتقیاء، خاتم النبیین والمرسلین کو ابتدائی دور ہی میں قتل کرنے کی ناکام کوشش کی پھر اہل باطل کفار و مشرکین کے ساتھ مل کر بزورِ مشیر مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے اور ان کو نیست و نابود کرنے کی تدبیر اور سازشیں رچیں مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تو اس نے میدان کارزار کو چھوڑ کر ایک نئی سازش کا آغاز کیا اور وہ تھی مسلمانوں کو صحیح اسلامی تعلیمات سے دور کر دیا جائے تاکہ وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی مسلمان نہ رہیں جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد قبل عرب کے ان لوگوں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکے تھے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے کچھ مدت پہلے ہی اسلام میں داخل ہوئے تھے منع زکوٰۃ یعنی زکوٰۃ سے انکار پر آمادہ کیا۔ یہ ضعیف الایمان نئے مسلمان ان کے جال میں پھنس گئے اور زکوٰۃ کا انکار کر بیٹھے مگر اللہ رب العزت بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے خلیفۃ الرسول بلا فصل ابو بکر صدیقؓ پر کہ انہوں نے اس کو قبول نہ کیا انہیں سمجھایا اور ان سے جہاد کیا یہاں تک وہ اپنی اس حرکت سے باز آ گئے اور اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصول ایمان میں ترمیم اور تبدیلی کے دروازے کو قیامت تک کے لیے بند کر دیا، ورنہ عیسائیت کی طرح اسلام کو بھی مسخ کر دیا جاتا اور آج تک پتا نہیں اسلام کی کیا صورت حال ہو چکی ہوتی۔ لیکن الحمد للہ ایک طرف اللہ کا وعدہ : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَہٗ لِحَافِظُوْنَ تھا اور دوسری طرف ہر زمانہ میں ایسے قتلوں کو کچلنے کے لیے ابو بکر کی غیرت اور حوصلہ کے ساتھ کوئی نہ کوئی کھڑا ہوتا رہا اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔

اسلام کو نابود کرنے کی دوسری کوشش جموئے نبیوں کو کھڑا کرنا جیسے دورانی بکر میں مسلمہ ابن الحکیب کذاب، طلحہ ابن خویلد الاسدی، اسود العنسی، سجاح بنت حارث، ذوالحاج القبط ابن تمیرہ اللہ غریق رحمت فرمائے ابو بکر صدیقؓ، خالد ابن الولید، عکرمہ ابن ابی جہل، مہاجر ابن ابی امیہ، خالد بن سعد، عمر و ابن عامر، حفصہ ابن عصفہ، عرفہ ابن ہرثمہ،

شرعیل ابن حسنہ، معن ابن حجاز، سوید ابن مقرن، علاء ابن الحضرمی، عتاب ابن اسید زید ابن الخطاب، عقبہ ابن ربیعہ مجاہد ابن مرارہ، براء ابن مالک، ثابت بن شماس، ضرار ابن ازو ابوقحادہ، حارث ابن ربیع، عکاشہ ابن خصن، سلیط بن قیس، مقسم ابن نبرہ، وحشی ابن حرب، ابودجانہ انصاری، ام عمارہ نسیمہ بنت کعب انصاریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو انہوں نے ان مدعیان نبوت کا قلع قمع کر دیا اور فتنہ ارتداد کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور اس طرح اسلام کو ختم کرنے کی، اہل کتاب کی اس سازش کو ناکام کر دیا، جو انہیں نے عیسائیت کی طرح اسلام پر آزمائی تھی۔ اللہ ہمارے ان تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں کو نور سے بھر دے اور ہمیں تہذیبی ارتداد کے اس دور میں ان کی سی ہمت عطا فرمائے اور ساتھ ساتھ کامیابی بھی جیسی آپ نے ان کو عطا کی اور ان کو اور ہم کو اس کا بہترین بدلہ اپنی رضامندی کی صورت میں عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

عمر ابن الخطاب اہل کتاب کی سازشوں کو خوب اچھی طرح جان چکے تھے، لہذا آپ نے ان کو جزیرۃ العرب سے باہر کر دیا جب ان سے کچھ نہ بن پڑا تو ابولؤلؤ مردود کے ذریعہ آپ کو شہید کروا دیا اور اب مطمئن ہو چکے تھے اور اسلام ختم کر دیا جائے گا مگر ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ یہ مسلمان کا عقیدہ ہے الحمد للہ تب بھی اسلام ختم نہیں ہوا اور اب بھی انشاء اللہ نہیں اور قیامت تک نہیں ہوگا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں نفاق کا لبادہ پہن کر انہوں نے پھر اسلام پر ایک زوردار حملہ کیا اور خوارج و روافض کو عبداللہ ابن سبا نے یہودیہ نہ افکار دے کر کھڑا کیا مگر الحمد للہ حضرت عثمان نے بھی جرأت و استقامت کا مظاہرہ کیا یہاں تک شہید کر دیئے گئے مگر اپنے موقف سے دست بردار نہ ہوئے اور امت کو درس دے دیا کہ صاحب حق جان تو دیدے مگر اپنے حق سے دست بردار نہ ہو۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اولاً خوارج نے سر اٹھایا ان کو تو آپ نے مقام نہاد پر اور مناظرات میں عبداللہ ابن عباس کے ذریعہ شکست فاش دی، ثانیاً روافض نے سر اٹھایا آپ نے ان کو بھی ملک بدر کر دیا، اور یوں امت کو درس دیا کہ دین اسلام میں کسی طرح کتر بیونت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور سختی سے ایسے مفرطین سے نمٹا جائے گا آپ کے بعد حضرت امیر معاویہ بھی ان سے ایسی سختی کے ساتھ پیش آتے رہے اور دین اسلام کو ہر طرح کی تحریف سے بچاتے رہے۔ فلله الحمد علی ذالک!

پھر خلافت بنو امیہ کے دور عبدالملک میں قدریہ اور جریہ نے سر اٹھایا تو حضرت عبداللہ ابن عمر نے لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا یہ قدریہ مجوس ہذہ الازمۃ اور ان سے کلام بھی ترک کر دیا اور ان سے برأت کا اعلان کر دیا انہیں ایام میں مرجہ نے سر اٹھایا تو علما نے اس کی مذمت کی اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ

نے جب دیکھا کہ اسلام کو طاقت کے زور پر نہ پایا جاسکتا ہے اور نہ ختم کیا جاسکتا ہے، تو پھر عقائد کو بگاڑنے کیلئے ان خود غرض اور جاہل لوگوں کو مختلف دعویٰ کے ذریعہ کھڑا کیا جب خلفاء اور امرائے قرن اول کے اواخر میں ان کی کثرت اور قرن ثانی کے اول میں ان کو خود روپودوں اور بارشی مینڈھک کی طرح اُگتے اور ٹر ٹر کرتے ہوئے دیکھا تو سخت نوٹس لیا اور ایسے ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ٹھان لی، لہذا جب بھی کوئی ایسی جہارت کرتا تو اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا چٹاں چہ جہد ابن درہم نے جب صفات خداوندی کا انکار کر دیا تو خالد ابن عبد اللہ قیسری نے اس کو قتل کر دیا پھر جب جہم ابن صفوان نے قدر کا انکار کیا تو سلم ابن احوز نے اس کو قتل کر دیا واصل ابن عطاء نے جب منزلہ بین المنزلیین کی بات کہہ کر قدر کو آگے بڑھایا اور اعتزال کی بنیاد ڈالی تو حضرت حسن بصری نے اس کو اپنے حلقہ درس سے نکال دیا پھر مقاتل ابن سلیمان نے جب اللہ کے لیے تشبیہ کی بات کہی تو امام ابو حنیفہ نے اس کی مخالفت کی اور فرمایا جانب مشرق سے دو نامنقول و نامشروع رائے کہنے والے لوگ ہم تک پہنچے ایک تو جہم جس نے اللہ کو معطل کہا اور دوسرا مقاتل جو مشبہ نکلا۔

حضرت عمر ابن عبد العزیز نے منکر قدر غیلان سے مناظرہ کیا یہاں تک کے اس نے توبہ کر لی مگر آپ کے انتقال کے بعد پھر گیا تو اس کو ہشام ابن عبد الملک کے پاس لایا گیا، دوبارہ توبہ نہ کرنے پر قتل کر دیا گیا، پھر ایک مدت کے بعد خلافت عباسیہ کے ابتدائی دور میں اعتزال سرچڑھ کر بولنے لگا یہاں تک کہ ایوان خلافت تک پہنچ گیا اور مہدی اور مامون وغیرہ کے دور میں اسے حکومت کی سرپرستی حاصل ہو گئی مگر متوکل باللہ نے ان کو قتل کر رکھ دیا اور پھر وہ سر نہ اٹھا سکا۔ اس دور میں خاص مسئلہ خلق قرآن کا تھا، امام احمد ابن حنبل نے اس باطل نظریہ سے جم کر مقابلہ کیا، پھر ابن کلاب اور ابن کرام نے سراٹھایا، اول الذکر سے امام احمد ابن حنبل نے لوگوں کو دور رہنے کی تاکید کی اور ثانی الذکر کو نیشاپور کے امیر محمد ابن طاہر نے قید میں ڈال دیا۔ اس طرح امت ابتدائی دور ہی سے کذابوں، محرفوں اور فتنہ پروروں سے بچائی جاتی رہی۔ علمائے ایسے لوگوں کو نہ پہلے کبھی برداشت کیا نہ آج برداشت کرتے ہیں اور نہ آئندہ کبھی برداشت کریں گے۔ انشاء اللہ!

الحمد للہ قرن اول میں قرآن اور حدیث دونوں کو مدون کر دیا گیا اور قرن ثانی میں فقہ اور اصول فقہ کو بھی مدون کر دیا گیا قرن ثالث میں علم کلام اور عقائد اصول فقہ اسلامیہ پر کتابیں تصنیف کر دی گئیں؛ اور اس طرح قیامت تک کے لیے امت نے ہر فتنہ سے نمٹنے کا سامان مہیا کر لیا۔ اور پھر ہر زمانہ میں علما اسلام قرآن، حدیث اور کتب عقائد اہل سنت والجماعہ مثلاً عقیدہ الطحاویہ وغیرہ کے ذریعہ اہل باطل کا تعاقب کرتے رہے اور اب بھی کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے، انشاء اللہ۔

عقائد صحیح کی حفاظت میں جو علما پیش پیش رہے وہ یہ ہیں حضرت حسن بصری، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، امام جریر طبری، امام اوزاعی، امام طحاوی، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام قاسم ابن سلام، عبداللہ ابن محمد جعفی، عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ، عثمان ابن سعید داری، عبداللہ الرحمن ابن ابی حاتم، ابوبکر ابن الاثرم، محمد ابن نصر، احمد ابن محمد ابن ہارون ابن خزیمہ، ابوبکر آجری، عبید اللہ ابن محمد ابن بطلہ، محمد ابن اسحاق ابن مندہ، ابن ابی الزینین، امام لکائی، امام غزالی، امام رازقی، امام عبد الکاہ ابن طارہ بغدادی، امام شہرستانی، امام ابن حزم، امام ابوالحسن الاشعری، امام محمد ابن محمد ماتریدی، امام اسفرائینی، امام قوسی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ قاسم نانوتوی، علامہ اشرف علی تھانوی، علامہ یوسف لدھیانوی، علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ظفر احمد عثمانی، مفتی شفیع صاحب، مفتی محمد حسن امرتسری، علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ مناظر احسن گیلانی، علامہ حسین احمد مدنی، شیخ زکریا، مولانا ظلیل احمد سہارنپوری، علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ ابوالحسن علی ندوی رحمہم اللہ تعالیٰ، یہاں پر حصر مقصود نہیں صرف برسبیل تذکرہ چند علما کے نام تحریر کر دیئے، ورنہ ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ احاطہ دشوار ہے، اللہ اہل سنت والجماعت کے تمام حامیوں اور وقار کرنے والوں کو اپنے شایان شان بدلہ عطا فرمائے اور ہم کو بھی موت تک انہیں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

اسلام ایک ابدی مذہب ہے جسے صلیبی حملہ آوروں نے طاقت کے زور پر ختم کرنے کی کوشش کی جس کا آغاز اسلام کی آمد سے ہی ہو چکا تھا، خلافت عباسیہ کے دور میں اسلام پر تاتاری اور صلیبی طاقت کے ناامید ہونے کے بعد تیمور لنگ کو جو مذہب شیعہ تھا عثمانیہ کے خلاف بھڑکایا، یزید کو شکست دے کر اسلام کے بڑھتے ہوئے نفوذ کو روکا گیا مگر محمد ابن الفاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا اور خلیفہ امیر ہذہ الامۃ کے مصداق ٹھہرے۔ اپنی طاقت کے بل بوتے پر اسلام کے خلاف ان اہل کتاب کی پورے اتنی شکست ہو گئی تھی کہ اب یہ مایوس ہو گئے اور انہوں نے قتال کے راستے کو چھوڑ کر فکری بربادی کا راستہ اپنایا، علوم عربیہ اسلامیہ کو حاصل کیا اس میں مہارت حاصل کی اور اسلام پر ایسی کتابیں تصنیف کیں جن میں اعتراضات اور شبہات کا دھبہ لگا دیا۔ مسلمانوں نے انہیں پڑھا اور وہ دین سے دور ہونے لگے۔ پھر انہوں نے آزاد تحقیق کا دھوکہ چکا کر بچے کچھ مسلمانوں کو اس میں پھنسایا اور یوں مسلمانوں کی بڑی تعداد اسلام سے دور ہو گئی۔ سترھویں صدی کے اواخر میں صنعتی انقلاب کا آغاز ہوا، سائنس اور علم جدید کے نام سے انہوں نے کالجز قائم کئے نصاب میں الحاد اور بے دینی کا زہر بھر دیا۔ اور اسی نصاب تعلیم کی تکمیل کے ساتھ معاش کا مسئلہ جوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اس پر ٹوٹ پڑے اور انیسویں صدی کے آنے تک مسلمانوں کا بڑا طبقہ دینی علوم کو خیر باد کہہ کر علم جدید کے پیچھے لگ گیا جس سے ان میں مذہبی بیزاری پیدا ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں نے اسلامی خلافت کے خلاف محاذ

آرائی کی جس کے پیچھے یہی سیکر اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کارفرما تھا جو اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے دھوکے کا شکار ہو چکا تھا۔ دشمنان اسلام نے اسلام کو کنز و در کرنے کے لیے سقوط خلافت کو ضروری تصور کیا اور بیسویں صدی کے آنے تک کمال اتاترک نے سقوط خلافت کا اعلان کر دیا اور یہیں سے مسلمانوں کا تار و پود بکھر گیا جب تک ۸۴ سال کے بعد بھی بکھرا ہوا ہے۔ اگرچہ اب ایک بار پھر احیاء اسلام کی تحریکات دنیا کے ہر علاقہ میں کھڑی ہو رہی ہیں اور الحمد للہ کچھ حد تک کامیاب بھی ہو رہی ہیں مثلاً اخوان المسلمین متحدہ مجلس عمل وغیرہ اور دشمن کو ایک بار پھر یہ خدشہ ہونے لگا ہے کہ کہیں قیام خلافت کا واقعہ پھر رونما نہ ہو جائے

اللهم لا سهل الا ما جعلته سهلا و انت تجعل الحزن سهلا اذا شئت لا اله الا

الله الحليم الكريم والحمد لله رب العرش العظيم۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ احیاء اسلام کی اس تحریک کو کیسے کامیاب بنایا جائے اور الحاد جواب کمر توڑ رہا ہے اور واپسی کا سانس لیریاں اسی کو کیسے کفر کردار پہنچایا جائے تو بندہ ناکارہ اور گنہگار کے ذہن میں چند تجاوز اس سلسلے میں گردش کر رہی جو قارئین کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ مسلمان اس پر توجہ دے کر غور و فکر کریں گے اور مل بیٹھ کر مناسب صحیح ہونے کی صورت میں اختیار کریں گے یا پھر معترف اور فکر مند متدین ذی استعداد نیک سیرت علما کی طرف رجوع کریں اور کوئی صحیح راہ تجویز کریں۔

ان كان فيه صواب فمن الله المومن والمعين او ان كان خطا

فمن نفسي واللہ ورسولہ برئ مما أقول۔

امت مسلمہ کے لیے چند تجاویز:

عام حالات کے تناظر میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پوری دنیا بے چین اور مضطرب ہے وہ سکون و اطمینان کی تلاش میں ہے اس لیے کہ مادہ پرست فتنے نے انسانی زندگی کو زخموں سے چور چور کر دیا ہے نہ لوگوں میں مذہب کی اہمیت ہے نہ اخلاق کی بل کہ مختصر یہ ہے کہ انسانیت کا دور دور تک کوئی اتا پتا نہیں: اؤلئک کالانعام بنی ہم اھضل۔ یعنی جانوروں سے بھی بدتر حالت ہو چکی ہے ایسے حالات میں ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم انسانیت کا ہاتھ تھا میں اور اسی کو صحیح سمت میں لے جائیں کیوں کہ ہمارا مقصد تخلیق ہی یہ بتایا گیا۔ قرآن کریم نے صاف اور واضح لفظوں میں کہہ دیا: کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنہون عن المنکر۔۔۔۔۔ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر۔ یعنی اسی امت کے لیے جس نے

اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا: خیر الناس من ینفع الناس تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کو بھلائی کی دعوت دینا برائی سے روکنا اور ہدایت کی راہ دکھانا ہمارا فریضہ ہے، لہذا غور کرنا چاہئے کہ عالم انسانیت کو ظلمات سے نور کی طرف کیسے لایا جاسکتا ہے تو سب سے پہلے ہمیں اپنی ہی خبر لینے کی ضرورت ہے کیوں کہ جب تک ہماری اپنی سیرت اسلامی اور ہماری صورت اسلامی صورت نہیں بن جاتی، ہم دوسرے پر اثر انداز نہیں ہو سکتے آج کا مسلمان اسباب زوال کے پیچھے لگا ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ اسباب زوال نہیں سبب زوال یا ام الاسباب للووال کو جاننے کی ضرورت ہے تو جان لو امت کی تنزیل کا سب سے بڑا اور اہم اگر کوئی سبب ہے تو وہ علما و عملا اسلام سے دوری۔ اسی سبب کو جاننے اور اس کو حل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی، اسی کو اقبال نے کہا۔

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلمان ہو کر ہم ذلیل و خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر اکبر نے مسلمانوں کے گزرے ہوئے دور کو یاد کر کے کیا خوب کہا ہے ۔

وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا وہ گلی نہ رہی وہ حسیں نہ رہے

وہ فلک نہ رہا وہ زمیں نہ رہی وہ مکان نہ رہا وہ کمیں نہ رہے

عارف باللہ اکبر الہ آبادی نے ایک موقع پر مسلمانوں کو حق پر قائم رکھنے اور دشمن سے مرعوب نہ ہونے کی نصیحت کرتے ہوئے کیا خوب کہا ۔

کہو کرے گا حفاظت مری خدا میرا رہوں جو حق پر مخالف کریں گے کیا میرا

خدا کے درے اگر میں نہیں بیگانہ تو ذرہ ذرہ عالم ہے آشنا میرا

مری حقیقت ہستی مشیت خاک نہیں بجا ہے مجھ سے جو پوچھے کوئی پتا میرا

غور انہیں ہے تو مجھ کو بھی ناز ہے اکبر سوا خدا کے سب ان کا ہے اور خدا میرا

حقیقتاً تو ہوتا یہ ہی چاہئے کہ انسان مقصد زندگی کو سمجھ کر اسی کے حصول میں تن من و دھن کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مقصد زندگی کیا ہے جیسا کہ ہمارے استاد محترم حضرت مولانا طاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

تیری بندگی میری زندگی میری زندگی تیری بندگی

جس کو قرآن نے بیان کیا وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون کہ انسانوں اور جناتوں کو محض عبادت و بندگی ہی کی غرض سے پیدا کیا گیا ہے، اگرچہ زندگی میں کچھ ضروریات کچھ لوازمات انسان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اصل مقصد کو چھوڑ کر (یعنی عبادت الہی) انہیں خالی ضروریات میں ہمہ تن مصروف ہو جائے بیت الخلا ایک ضرورت ہے استنجاء کرنے کی بظاہر ہی انسان اس میں غمیرتا ہے پھر وہاں سے نکل

آتا ہے وہی پڑاؤ نہیں ڈال دیتا ایسے ہی کھانا پینا رہنا سہنا کمانا فن سیکھنا سیر و تفریح کرنا سونا یہ سب بھی ضرورت ہے، لہذا بقدر ضرورت ان میں اپنا قیمتی وقت صرف کرے اور بقیہ وقت آخرت کا تصور مد نظر رکھتے ہوئے اس ابدی اور لافانی زندگی کی تیاری میں لگا دے تاکہ اولئک ہم الفائزوں اور اولئک ہم المفلحون کے زمرے میں داخل ہو جائے اور پروانہ رضاء الہی کو حاصل کر سکے، اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی تیاری میں مشغول ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین !

اس تمہید کے بعد اب میں بتانا چاہوں گا کہ اصل میں تو یہ ہے کہ مسلمان کا نظر اور عمل یہ ہونا چاہئے کہ وہ دینی علم حاصل کرے، زیادہ نہیں تو بقدر ضرورت تو ضرور حاصل کرے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے مطابق وہ فرض ہے: طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة یعنی ضروری علم دین کی تعلیم ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اب ضروری علم دین کیا ہے تو سب سے پہلے بنیادی عقائد کا جانا یعنی اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے مانند کوئی نہیں کوئی چیز اس کو عاجز نہیں کر سکتی، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ ذات قدیم ہے، اس کی کوئی ابتدا نہیں، وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اس پر کوئی فنا نہیں، اور اسی کی مشیت سے سب کچھ ہوتا ہے، مخلوق میں سے کوئی اس کے مشابہ نہیں، زندہ ہے اس پر موت نہیں آئے گی، نظام عالم کو تھامے ہوئے ہے، غافل نہیں، نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ، وہی پیدا کرنے والا بخیر کی حاجت کے وغیرہ وغیرہ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ملائکہ اللہ کی پاکیزہ مخلوق ہیں، جنت و جہنم برحق ہیں موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوتا ہے، تمام آسمانی کتابیں برحق ہیں، تمام انبیاء برحق ہیں، تقدیر چاہے اچھی ہو یا بری منجانب اللہ ہے، برزخ برحق ہے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا حساب و کتاب دینا ہوگا، میزان عدل قائم کی جائے گی اور جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا وغیرہ وغیرہ، یہ تو ہوئے کچھ ضروری عقائد مسلمان پر دوسرا اہم فریضہ نماز ہے، لہذا مسائل نماز کا جانا ضروری ہے، اگر مالدار ہے تو مسائل زکوٰۃ کا جانا اگر حج فرض ہو جائے تو مسائل حج کا جانا ضروری، مسائل صوم کا جانا ضروری، اگر تاجر ہے تو مسائل تجارت کا جانا ضروری، اگر اجیر ہے تو مسائل اجارہ کا جانا ضروری، اگر تائی ہے تو حجامت کے مسائل جانا ضروری، غرضیکہ عقائد نماز روزہ اور جس پیشہ سے مسلمان کا تعلق ہو اس کے مسائل کا جانا ضروری ہے، تاکہ حلال و حرام کے درمیان تمیز کر سکے زیادہ بہتر تو یہی ہے کہ علم دین حتی المقدور خوب اچھی طرح معتبر علما سے معتبر کتابوں سے حاصل کرے؛ اب یہ ضروری علم کے حصول کا امکان کس طرح ہو؟

(۱) اولاً تو گھر کا ماحول دینی بنایا جائے مگر کا ہر فرد فرائض و واجبات کا مکمل اہتمام کرے تاکہ بچوں پر بھی اس کا

اثر ہو، کیوں کہ ماحول ہی انسان کو نیک اور بد بنانے میں بڑا کردار ادا کرتا ہے مگر کی اندھی اور گمراہ کن تقلید کو ترک

کر دیا جائے، فیشن زدہ زندگی سے توبہ کی جائے، اور سادہ اسلامی زندگی اپنائی جاوے، نئی دی، وی سی آر، ویڈیو سی ڈی پلیر وغیرہ کو گھر میں نہ بسایا جائے انشاء اللہ گھر کا ہر فرد صحیح فکر اور صحیح عقائد کا حامل ہو جائے گا۔

(۲) دوسرا نمبر جب بچہ بولنے لگے تب ہی سے اللہ و رسول، بسم اللہ، الحمد للہ، ماشاء اللہ، انشاء اللہ، السلام علیکم، جزاکم اللہ، اور ہر موقع کی ادعیہ ماثورہ کی اس کو تعلیم دی جائے، اور Good Morning وغیرہ کی تعلیم سے اجتناب کیا جائے تاکہ اسلامی تعلیمات کا وہ بچپن ہی سے عادی بن جائے بعد میں اس کو اجنبیت محسوس نہ ہو۔

(۳) جب بچہ تین چار سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دینی تعلیم کا نظم کیا جائے اگر قریب میں مکتب ہو تو اس میں پورے اہتمام کے ساتھ بھیجا جائے ورنہ گھر پر ہی کسی عالم دین کے ذریعہ دینی تعلیم کا نظم کیا جائے جس سے اس کو احسن القواعد، نورانی قاعدہ، اردو کا آسان قاعدہ، دینی تعلیم از مفتی کفایت اللہ صاحب یا اسلامی تعلیمات اسلامیہ از مولانا مسیح اللہ خان صاحب، بہشتی ثمر از حضرت تھانوی، تقویۃ الایمان از شاہ اسماعیل شہید، اسلام کیا ہے؟ از مولانا منظور نعمانی، عقائد الاسلام از مولانا عبدالحق حقانی یا عقائد اسلام از مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی، دین و شریعت از مولانا منظور نعمانی، جیسی اہم اور بنیادی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھادی جائیں، تاکہ اس کا مزاج دینی بن جائے۔ ناظرہ مکمل صحت و تجویذ کے ساتھ پڑھادیا جائے اور بچہ کی خوب نگرانی کی جاوے کہ کہیں وہ کسی غلط صحبت میں نہ پڑ جائے، اور بری عادتیں اس میں نہ سا جائیں، فلم بنی کھکھا خوری میں مبتلا نہ ہو جائے۔

(۴) جب وہ کچھ بڑا ہو جائے تو کسی بزرگ کی خدمت میں گاہے گاہے لے کر حاضری دیا کریں تاکہ ان کی صحبت اور دعاؤں سے ضرور وقتن سے محفوظ رہے اور ان کی توجہات سے دین پر ثابت قدم رہے کوئی سوال ذہن میں گردش کرے تو پوچھ لیا کرے، اور اس حاضری کا اہتمام کرے ایسے ہی بزرگ کی خدمت حاضری دے جو مکمل دین کے پابند ہوں بدعات و خرافات کی تائید یا پیروی نہ کرے، ورنہ آپ بھی حسن نیت کے باوجود گمراہ ہو جائیں گے۔

(۵) گھر میں کسی دینی کتاب کی تعلیم کا اہتمام کیا جاوے مثلاً فضائل اعمال از شیخ ذکریا، سیرت خاتم الانبیاء از مفتی شفیع، سیرت مصطفیٰ از علامہ ادریس کاندھلوی، اسوۃ رسول اکرم از ڈاکٹر عبدالحق عارفی، سیر الصحابہ، اصلاحی خطبات از علامہ تقی عثمانی، معارف الحدیث از مولانا منظور نعمانی، معارف القرآن از مفتی شفیع صاحب، تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی، تاریخ اسلام از مولانا عاشق الہی میرٹھی، معمولات نبوی از مولانا سراج الحق مچلی شہرئی تاکہ ایمان و یقین میں تازگی پیدا ہوتی رہے، اور الحاد و بے دینی سے پورا گھر محفوظ رہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ ان پانچ ©rasailojaraid.com آئیم ©، اور دینی بیزاری

کے سیلاب کو روکا جاسکتا ہے اور قیادت و سیادت عالم ایک بار پھر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آسکتی ہے اور ساری انسانیت چین و سکون کا سانس لے سکتی ہے، کیونکہ دورِ حاضر کی سب سے بڑی مصیبت ہی بے دینی اور فسق و فجور ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے عصری تعلیم کے حصول کا کیا حکم ہے؟ تو اولاً تو یہ جان لینا چاہئے کہ ہمارا دین مقدم پھر سب کچھ کیوں کہ دین ہوگا تو سب کچھ ملے گا دین نہ ہوگا، تو کچھ ہاتھ آئے والا نہیں ترکی، ۱۹۲۳ء سے سیکولرزم کی راہ پر چلا، اور دین کو زندگی سے بے دخل کر دیا۔ اور یہ کیوں؟ تاکہ ترقی حاصل ہو جائے (العیاذ باللہ) اتار ترک کی نظر میں دین ہی اصل رکاوٹ ہے۔ ذرا سوچئے، ۸۴ سال ہو چکے کیا ترقی ترقی کر سکا؟ جواب ہوگا نہیں۔ اس لیے دین اسلام سے بغاوت کبھی ترقی کی راہ پر نہیں لاسکتی اور یہی حال دنیا کے دوسرے اسلامی ممالک کا ہے مگر اب بھی سمجھ میں آتا نہیں۔

اللهم وفق ولاية امور المسلمين بالقول والفعل والعمل لما تحب وترضى انت يا ربنا۔

مسلمانوں۔ کے مغربی عصری علوم کی طرف میلان کی تاریخ کا آغاز، ۱۶۹۹ء سے ہوتا ہے یعنی آج سے تقریباً تین سو اٹھ سال پہلے اور یہ میلان دشمنانِ اسلام کی ایک سازش کی تحت تھا تاکہ علومِ عصریہ میں مشغول کر کے ان کو دین سے غافل کر دیا جائے اور جب دین سے یہ غافل ہو جائیں گے تو ان پر حکومت کرنا آسان ہو جائیگا، اور ہوا بھی ایسا ہی کہ تھوڑے ہی پیمانہ پر انہیں کامیابی ضرور ملی، لیکن اس وقت کے علما نے بہت کوشش کی جسکے نتیجے میں الحمد للہ انہیں مکمل کامیابی نہ مل سکی، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی دینِ الحمد للہ اپنی تمام صحیح تعلیمات کیساتھ ایک طبقہ میں موجود ہے مگر جب عصری تعلیم کے حصول کے رجحان سے مسلمانوں کو مکمل طور پر نردو کا جاسا تو علما نے اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کو تلقین کی کہ تم شوق سے عصری تعلیم حاصل کرو مگر اسلامی روری تعلیم کے ساتھ جس کیلئے باقاعدہ طور پر مکاتبِ اسلامیہ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کی وجہ سے الحمد للہ امت کو بہت نفع ہوا اور مسلمانوں کی بڑی تعداد کفر و شرک، الحاد و زندقہ سے محفوظ ہوتی چلی آ رہی ہے، مسلمان والدین اور فکر مند لوگوں کو اسی نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

مگر جب فکر مند علما نے دیکھا کہ امت کا بڑا طبقہ مکاتبِ اسلامیہ سے بھی غفلت برت رہا ہے، جس کی وجہ سے دین کی بالکل بنیادی باتوں سے ناواقف ہوتا چلا جا رہا ہے، اور دوسری طرف دشمنانِ اسلام نے نصابِ ایسا مرتب کیا ہے کہ دین سے کورا مسلمان اس کے جال میں پھنس کر دین سے بیزاری کا اعلان کر دیتا ہے اور اسکولوں کا ماحول بھی ایسا کہ وہ غیر شعوری طور پر اسلام ہی سے خارج ہو جاتا ہے، تو علما نے نصاب بدلنے کی کوشش شروع کر دی اور حکومت کی سطح پر جبر یہ تعلیم کی مخالفت کی، جس میں کامیابی نہ مل سکی، تو اب ان کے سامنے یہی راستہ بچ گیا کہ جب ڈگریاں حاصل کرنے کا بھوت سوار ہو چکا ہے اور سیلاب تھا ہے نہیں تھمتا تو ”عصری تعلیم دینی ماحول“ میں حاصل کرنے کی راہ اپنائی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ اس میں کتنا نفع ہے اور کتنا نقصان ہے۔ نصاب ہی طرح بل کر اس

سے کچھ زائد مہلک مرض ماحول سے پیدا ہوتا ہے کم از کم بے دینی کے ماحول سے مسلمانوں کو بچایا جائے، تو اس سے توقع ہے کہ نصاب تعلیم سے پیدا ہونے والے زیریے اثر کی طرف بھی نشاندہی ہو سکے گی اور اس کے متحدری فساد کو روکا جاسکے گا۔ تعلیمی ماحول کس قدر متحرک رہا کرنا ہے اس کے متعلق حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”بڑا سبب وہ کالجوں کا لادینی ماحول ہے جس میں ہماری نئی نسل پلتی اور وحلتی ہے، جس کی وجہ سے قلوب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عظمت و محبت باقی نہیں رہتی، جو ایمان کے لیے ضروری ہے۔“ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: ”مسلمان تعلیمی ادارے خود قائم کریں اور بچوں کو ابتدائی سے دینی ماحول فراہم کیا جائے، یہ مسلمانوں کی موت اور زندگی کا مسئلہ ہے۔“

اسی طرح سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نظام تعلیم و تربیت میں ارشاد فرمایا:

”مسلمانوں کے اپنے ذاتی کالجز اور ہاسٹیل ہونے چاہئیں۔“ (پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم تربیت)

عارف باللہ قاری صدیق احمد باعدی رحمۃ اللہ علیہ اجلہ شیخ اسعد اللہ صاحب کا بھی رجحان یہ تھا کہ

مسلمانوں کے اپنے کالجز اور ادارے ہونے چاہئیں، تاکہ نسل کو الحاد سے بچایا جائے جس میں ماحول پورا اسلامی ہو۔

یہ تھی اکابرین امت کی رائے اس سے پہلے بھی بتایا جا چکا کہ مسلمان کیلئے دین بہت اہم بلکہ سب سے اہم ہے سب کچھ

برداشت ہو سکتا ہے، مگر دین میں نقص برداشت نہیں ہو سکتا، مسلمانوں کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کرنا

چاہئے، اور اپنے بچوں کو عیسائی مشنری یا کسی دوسرے غیر مسلم اداروں میں تعلیم دینے کے بجائے اسلامی ماحول والے

اداروں ہی میں تعلیم کا نظم کرنا چاہیے۔ ورنہ مسلمان کے لیے ڈگریاں اور عہدے سب کچھ دین کے ضائع کرنے کے

ساتھ بے سود اور بیکار ہے کیوں کہ آخرت کا خسارہ یہ بڑھا ہوا ہے دنیا کے مقابلہ میں۔ دنیا نہ کما سکے اور مر گئے تو کوئی

خرج نہیں مگر دنیا مل جائے اور دین جاتا رہے، یہ کہاں کی عقلندی ہے؟ یہ تو کوئی ایسا ہی ہوگا جیسے قرآن نے کہا ہے:

”اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة“۔ یعنی ان لوگوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ

میں خرید لیا۔ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ جان چلی چلا جائے مال جائے، مگر دین کی صورت میں نہیں جانا چاہئے۔

اب ذمہ داری آتی ہے ان مسلمان رہنماؤں پر جو اس طرح دینی ماحول میں دنیا کی تعلیم کا نظم قائم کریں تو

کن چیزوں کا خیال کریں اور خود کیسے ہوں۔

(۱) اولاً تو ذمہ داروں کا طور و طریق رہن سہن بول چال نشست و برخاست لباس وغیرہ سب کچھ مکمل اسلامی ہو

اور دین کا کافی و شافی علم انکے پاس ہو ساتھ ہی ساتھ دینی حمیت وغیرہ ان کی طبیعتوں کا لازمہ ہوتا کہ وہ نوجوانوں کی

صحیح تربیت کی فکر کریں اور کالجز کے ماحول کو دینی بنائیں اور دینی تعلیم کا مظاہرہ نہ کریں۔

(۲) طلبہ کیلئے دینی تعلیم کے حصول کا انتظام کریں تاکہ وہ دین کا ضروری علم جو حاصل کرنا تھا نہیں کر سکے اب اسے حاصل کر لیں اور قرآن کی تلاوت سیکھ لیں۔

(۳) ہاسٹل میں نمازوں کا انتظام کریں اور اس کی پوری نگرانی رکھیں تاکہ طلبہ کسی غیر اسلامی، بد دینی کے شغل میں نہ پھنسے پائیں۔

(۴) کالجز میں ہفتہ میں ایک عبادت گاہ یا ایسے پیکر کا انتظام کریں جس میں نصاب میں سموائے ہوئے زہر سے طلبہ کو متنبہ کیا جائے مثلاً بتایا جاوے کہ نظریہ ارتقاء اور ڈارونیت کوئی چیز نہیں یہ باطل اور گمراہ کن عقیدہ ہے دین کی زندگی میں کیا اہمیت ہے عقل نقل اور سامعین تک انداز میں یہ چیزیں طلبہ کے سامنے بیان کیا جائے۔

(۵) طلبہ پر محنت کی جائے کہ وہ تبلیغی جماعت میں حصہ لیں تاکہ ضروریات دین کے ساتھ سنن وغیرہ کا علم اور اس پر عمل کرنے کا موقع میسر آوے۔

(۶) وقفہ وقفہ سے بزرگان دین کو بلا کر ان کے درمیان بیانات کا انتظام کریں تاکہ یہ دینی بیانات ان کے اندر دین کی چاشنی اور لذت پیدا کرے۔

(۷) اولاً حکومت سے مطالبہ کرے کہ وہ مخلوط تعلیم کے بجائے الگ الگ تعلیم کی اجازت دے اور اگر حکومت نہ منظور کرے تو پردہ کا اہتمام کیا جائے اور لڑکیوں پر دین کی محنت کی جائے۔

نوٹ: مسلمان والدین کو یہ بات جان لینی چاہئے کہ بچیوں کو عصری تعلیم زیادہ دینے کی ضرورت نہیں، لکھ پڑھ لے کافی ہے۔ ہاں! دینی تعلیم کا علم ضرور دینا چاہئے، اور اس کے لیے ”مومنہ کورس“ کا آغاز کرنا چاہئے، جس میں عقائد اور عورتوں کے ضروری مسائل اور طریقہ تربیت اولاد پڑھا دیا جائے اور بس جو اسلامی ادارے کالجوں میں داخلہ دے رہے ہیں ان کے سامنے جو بھی مجبوری ہو لیکن انہیں یہ سوچ لینا چاہئے کہ اپنے جگر گوشوں کے دین و اخلاق کی حفاظت کا انہوں نے کیا بندوبست کیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ موجودہ و آئندہ نسل کے ایمان و عمل اور ان کے اخلاق و تہذیب کی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے کہ جس کے بارے میں کل اللہ کے سامنے جوابدہ ہوں گے، ورنہ کل قیامت کے دن اللہ کو کیا جواب دیں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے